eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

CC BY
OPEN ACCESS

نظیر کے لسانی تصرفات

Linguistic Disposition of Nazeer

شفقت ظہور، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج وویمن یونیورسٹی، فیصل آباد
Shafqat Zahoor, Ph.D Scholar, Govt. College Women University, Faisalabad.
ڈاکٹر رخسانہ بلوچ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج وویمن یونیورسٹی، فیصل آباد
Dr. Rukhsana Baloch, Assistant Professor, Govt. College Women University, Faisalabad.

Abstract:
Contemporary critics of Nazir objected to Nazir's language to be ignoble or a non-standard language, perhaps they had no idea that the same language of common folk would one day be a celebrated language. Nazeer's language is not only a vernacular language but Nazeer has also used language which is exemplified by Jafar Zatli in Urdu poetry before and it is interesting to note that even these languages were not considered creditable. But the fact is, these are such two poets from whom a student of Urdu Linguistics can fully gratify his need in a true sense. In this article, Nazeer's occupancy is surveyed as to what changes he made in the language.
Keywords: Nazeer, Critic, Poetry, Linguistic, Disposition, etc,

کلیدی الفاظ: نظیر، شاعری، لسانیات، مزاج

اردو ادب کے دو ایسے شاعر جن کی زبان کو ان کے زمانے میں قابل اعتنانہ سمجھا گیا اور ان کی زبان کو فحش اور بازاری زبان کہہ کر رد کر دیا گیا۔ ان میں پہلا جعفر زٹلی اور دوسرا نظیر اکبر آبادی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو لسانیات کے طالب علم کو جتنا مواد ان دو شاعروں کے ہاں مل سکتا ہے وہ کسی اور شاعر کے ہاں شاید ہی دستیاب ہو۔ ان دو شاعروں نے لفظ سازی میں ایسی ایسی اختراعات کی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ خاص طور پر افعال میں تبدیلیاں کرنا اور اسما سے نئے افعال یا مصادر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ نظیر نے اپنے لسانی نظریے کے

تحت جدت وابداع، تصرف واختراع کے اصولوں پر بڑی جسارت اور دلیری کے ساتھ اصرار کیا۔

اسمائے صفت کا استعمال:

بھاشا صفتیں ڈھونڈھ نکالنے میں ان کو بڑی قدرت حاصل ہے اور ایسی ہی خوبی سے وہ انھیں کھپا بھی دیتے ہیں۔ صفات کے چند نمونے ذیل کے بند میں ملاحظہ ہوں:

بیدرد ستمگر بے پروا، بیکل، چنچل، چٹکیلی سی
دل سخت قیامت پتھر سی اور باتیں نرم رسیلی سی
نون کی بان ہٹیلی سی، کاجل کی آنکھ کٹیلی سی
وہ انکھیاں مست نشیلی سی، کچھ کالی سی کچھ پیلی سی
چتون کی دغا، نظروں کی کپٹ سینوں کی لڑاوٹ ویسی ہے(۱)

اس بند میں بیکل، چنچل، چٹکیلی، رسیلی، ہٹیلی، کٹیلی، نشیلی، کالی، پیلی، یہ سب الفاظ صفتیں ہیں۔ ان کی بر محل نشست نے، بند کی شعریت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ بھاشا صفات کے استادانہ استعمال پر نظیر قدرت کاملہ رکھتے ہیں۔

اسمائے صفت وضع کرنے میں ان کو خصوصیت سے کمال حاصل ہے۔ جہاں انھوں نے اس قدرت سے کام لیا ہے، وہاں ان کی خلاقی لسانی عجوبہ اور ادبی کارنامہ بن گئی ہے۔ اردو زبان اب تک اسمائے صفت کے خصوص میں بہت تشنہ ہے۔ نظیر کا سارا، اس نوع کا سرمایہ جدید زبان میں منتقل ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ''تھلک''، ''ڈلک'' ، ڈھلک ''، ''جھلک''، چھڑک''، ''چھلک''، جھنک''، ''کھڑک''، ''بھبھک''، ''کپٹ''، ''لڑاوٹ''، ''دمک''، ''جھلک''، ''گھلاوٹ''، ''ہلت''، جھکت''، ہلاوٹ''، کھٹک''، جھٹک''، لگاوٹ''، اڑاوٹ''، ہنساوٹ''، وغیرہ اسمائے صفت کے چند اعلیٰ نمونے ہیں۔ ان الفاظ کی تازگی، شگفتگی اور پُر مغزی زبان دانی کا ایک معجزہ ہے۔ لفظ گری کا یہ انداز اس قبل اس پیمانے پر صرف جعفر زٹلی ہے ہاں نظر آتا ہے۔

افعال سازی:

ان کو بھاشا کے اسماء، صفات اور اسمائے صفات کے مقابلے میں، افعال سے زیادہ محبت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان کی ترقی کا اصل مدار افعال ہی پر ہے۔ افعال کا استعمال مصنف کی زندگی سے وابستگی کا پتہ دیتا ہے۔ میر امن نے بھی باغ و بہار میں ۴۵۸ افعال کی

۹۵۰۰ کے شکلیں استعمال کی ہیں جس کا تذکرہ ڈاکٹر سہیل عباس نے باغ و بہار کے لسانی تجزیہ میں کیا ہے۔(۲) نظیر کے ہاں بھی افعال کی رنگا رنگی اور جدت نظر آتی ہے۔ چنانچہ "مزے بلسنا" بہ معنی اڑانا، "بھُلسنا" بہ معنی جلنا، "سُٹکنا" بہ معنی چل دینا یار فو چکر ہونا، اور بہت سے بھاشا کے مانوس اور غیر مانوس افعال ان کے کلام میں موجود ہیں۔

آیا جو چغل خور تو بندہ وہیں سٹکا
وہ ٹکریں کھاتا ہوا پھر تار ہا بھٹکا(۳)

اکبر آبادی کی زبان:

نظیر کے کلام کے مطالعہ میں سب سے اہم اکبر آباد کی اس عہد کی زبان ہے۔ اگرچہ بہت سے ایسے لفظ اب متروک ہو چکے ہیں یا ان کا رواج کم ہو گیا ہے، لیکن نظیر کے کلام سے اس عہد میں اکبر آباد کی زبان کا پتہ چلتا ہے۔ اکبر آباد کی زبان کے خاص الفاظ، جو سرور کے واسطے سے، اب لکھنو کے خاص سمجھے جاتے ہیں، مثلاً 'اُپی'، "اہلے گہلے"، "مان رکھنا"، "شور بور"، پنھانا"، "زری"، وغیرہ، وہ سب نظیر کے کلام میں موجود ہیں۔

منھ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور
ڈالا تمام برج کی گلیوں میں اپنا شور(۴)

تلفظ:

تلفظ کے باب میں نظیر اکثر عامۃ الناس کی بولی کا اتباع کر لیتے ہیں۔ جیسے بازار کو بزار، دیوانہ کو دوانہ، مزدور کو مزورا، وغیرہ باندھنے میں ان کو ذرا تکلف نہیں ہے۔

بازار کو بزار:

سبھوں کو لے کے کناری بزار میں آئے
پھر موتی کڑے میٹھی کے لوگ سب دھائے(۵)

محلے میں پڑا غل دوڑیو، چلیو، غضب آیا

دوانہ ہو گیا ہے پہلواں، یارو جنوں مارا(۶)

مزدور کو مزورا:

فرشتہ ہے، پری ہے، دیو ہے، یا آدمی، جن ہے

بلا ہے، بھوت ہے، یا من، مزورا یا کمیرا ہے(۷)

جمع الجمع:

جمع الجمع بنانے اور عنایات کی جگہ عنایاتیں نظم کرنے میں وہ قطعی پرہیز نہیں کرتے۔ قدیم طریقے پر وہ کہیں کہیں، فعل کی جمع مؤنث بنالیتے ہیں، "انکھڑیاں لڑیں" کی جگہ " انکھڑیاں لڑیاں "اور"باہیں گلے میں پڑیں" کی جگہ باہیں گلے میں پڑیاں" لکھ مارتے ہیں۔

عنایات کی جگہ عنایتیں:

بختِ سیہ ہمارا محروم لطف سے ہے

اور سرمہ و مسی پر کیا کیا عنایتیں ہیں(۸)

انکھڑیاں لڑیں کی جگہ انکھڑیاں لڑیاں:

کہیں الفت سے انکھڑیاں لڑیاں

کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں(۹)

حذف علامت:

وہ علامتِ اضافت اور علامتِ فاعل کو اکثر حذف کر دیتے ہیں اور "اس کے برابر" کی جگہ "اس برابر" اور" میں نے سنا" کی جگہ "میں سنا" لکھ دیتے ہیں۔

تنہا نہ منھ کو دیکھ جگر گل کا پھٹ گیا

قد کی بھی شان دیکھ کے ہر سرو کٹ گیا

قاصد تو بات کہتے ہی بس گھر کو سٹ گیا

جب میں سنا کہ یار کا دل مجھ سے ہٹ گیا

سنتے ہی اس کے میرا کلیجہ الٹ گیا(۱۰)

دیگر زبانوں کے الفاظ:

نظیر کے کلام میں کئی جگہ ہفت زبانی مصارع یا اشعار ملتے ہیں۔ اگرچہ اس سے ان کا ہفت زبان ہونا ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ ان کا کلام دیگر زبانوں کے الفاظ سے مملو ہے۔ وہ عمداً دیگر زبانوں کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ذیل میں صرف انگریزی اور ہندی کے نمونے ملاحظہ ہوں وگرنہ دیگر کئی زبانوں کے الفاظ ان کے ہاں بکثرت مل جاتے ہیں۔

انگریزی:

نظیر کے کلام میں اکا دکا انگریزی الفاظ کا استعمال بھی نظر آتا ہے، لگتا ہے انیسویں صدی کے اوائل ہی میں انگریزی زبان کے الفاظ اردو زبان میں شامل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ "فیر" جو "فائر" کی بگڑی ہوئی شکل ہے، اس کی مثال ملاحظہ ہو:

جہاں میں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے
تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
جو ہارے ان پہ خرابی کی فیر ہوتی ہے
اور ان میں آن کے جن جن کی خیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے، ان کے دیا دوالی کا(۱۱)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انگریزی الفاظ، ایک ایک دو دو کر کے عوامی زبان کا حصہ بن رہے تھے۔

ہندی:

وہ ہندی زبان کے الفاظ خوب خوب استعمال کرتے ہیں اور ان سے بڑے بڑے لطائف و محاسن پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ "جنا" بہ معنی فرد، "جھُنکا" بہ معنی شہرہ، "پن" بہ معنی زمانہ، "سُمرن" بہ معنی تسبیح، "پنا" بہ معنی زمرد، "لوٹ" بہ معنی غضب، اور اسی طرح کے بے شمار الفاظ انہوں نے بڑے حسن و خوبی کے ساتھ جا بجا کھپائے ہیں۔ اس نوع کی آمیزش سے شعر کا مصورانہ حسن بہ مراتب بڑھ جاتا ہے۔

سابقہ لاحقہ سازی:

نظیر سابقہ و لاحقہ سازی میں بھی اپنی اختراعات سے کام لیتے ہیں۔ وہ قواعد سے انحراف بھی کرنا پڑے تو لفظ سازی کے عمل میں اسے جائز سمجھتے ہیں۔ "مزارستان" میں "ستان" کا ٹکڑا، "محشرستان" کی طرح ناجائز اضافہ خیال کیا جاتا ہے مگر نظیر نے باندھا ہے۔

ایک مزارستان میں اے دل اک مزار کہنہ تھی
واں ہدایت نے شگاف ایک اس میں دکھلایا مجھے (۱۲)

لفظ سازی:

وہ ضرورت کے لئے، الفاظ گھڑتے ہیں اور قافیے کی خاطر لفظ تراشنے یا وضع کرنے میں، بہت بیباک ہیں۔

لبریز گل رخوں سے دونوں طرف کڑاڑے
بجرے وناؤ چپوڈونگے بنے نواڑے (۱۳)

متروک:

وہ "جگہ"، اور "مٹی"، وغیرہ کی جگہ علی الترتیب "جاگہ"، "ماٹی" وغیرہ جیسے متروک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جگہ کی بجائے جاگہ:

بازار گلی اور کوچے میں ہر ساعت ہیرا پھیر ہوئی

تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی، جس جا گہ پر مٹ بھیڑ ہوئی(۱۴)

مٹی کی جگہ ماٹی:

ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر پون کی پون ہوئی

اب کس سے پوچھے کون موا؟ اور کس سے کہیئے کون موئی(۱۵)

محاورہ سازی:

لفظوں اور محاوروں کا نادر اور بدیع استعمال، ان کا خاص حصہ ہے۔ اس نوع کے ہر محل پر ان کی انفرادیت کی مُہر ثبت ہے۔ چنانچہ " جو"، "زور"، خبر" ، "ٹک" وغیرہ الفاظ کا استعمال خاص توجہ کے قابل ہے۔ محاوروں میں "ڈھپک ڈھوئے مارنا"، "کاجل ڈھلکنا"، "سنگھار بھاری ہونا"، "کروٹ جلنا"، وغیرہ بہت پر لطف اور معنی خیز ہیں۔

کاجل ڈھلکا سرمہ بگڑا منھ میں پان ہوا پھیکا

جی اکتاوے دل گھبراوے آہ بھلا اب کیجیے کیا(۱۶)

مرکب سازی

وہ ہندی طریقے پر مرکب بنانے کے شائق ہیں۔ چشم زدن کی طرح بے اضافت ترکیبیں ان کے ہاں بہت ہیں۔ یہ مرکبات انھوں نے فارسی کے علاوہ، فارسی ہندی، اور ہندی ہندی کے الفاظ ملا کر بنائے ہیں۔ چنانچہ " گل جھڑی"، "مہ رتن" ، پری دار"، "من ماری" ، پُر دلی"، " کجی ذاتی" ، بھر عمر" "دن سیاہ" ، وغیرہ ان کے بدیعات سے ہیں۔

"بخت جلی" کا استعمال ملاحظہ ہو:

پروانے سے عاشق کے تئیں شمع جلا کر

پھر آپ بھی روتی ہے کھڑی "بخت جلی" چپ(۱۷)

ہندی طرزِ تصریف ان کو بہت محبوب ہے اور وہ بار بار اس سے استعانت کرتے ہیں۔ چنانچہ "ریجھنی پوشاک" بہ معنی رجھانے والی پوشاک، راکھی" بہ معنی رکھ لی۔ "چھڑ کوان جوڑے" بہ معنی وہ جوڑے جو چھڑ کے جا چکے ہیں۔ اور ایسی بہت سی ترکیبیں کلام میں بہ فراوانی میسر آتی ہیں

جس خوبی رنگینی سے گلزار کھلے ہیں عالم میں

ہر آن چھڑ کواں جوڑوں سے ہے حسن کچھ ایسا ہی تن کا(۱۸)

فارسی اور ہندی اور خود ہندی کے دو لفظوں کو بے پس و پیش واوٴ عطف سے جوڑ دیتے ہیں۔ جیسے " باغ و بن" یا" سانوے و گورے" وغیرہ۔

لے کے مندر سے دو دو کوس لگا

باغ و بن بھر رہے ہیں سب، ہر جا(۱۹)

پاؤں میں کالے ٹیکے، ہاتھوں میں نیلے ڈورے

یا چاند سی ہو صورت، یا سانورے و گورے(۲۰)

اسقاط حروف، متروکات کا استعمال اور اس قسم کی دوسری باتیں، جو نظیر کے عیوب سمجھی جاتی ہیں۔، اصل میں اس دور کے دیگر اساتذہ کے کلام میں بھی مل جاتی ہیں، اسے اس دور کا عمومی رواج سمجھنا چاہیے۔

مخمور اکبر آبادی نظیر کے لسانی تصرفات کے بارے میں کہتے ہیں:

"نظیر کی یہ ساری بدعتیں اور اختراعیں بڑے سلیقے اور انتہائی موزونیت کے ساتھ، مناسب محل اور جائز موقعے پر وارد ہوئی ہیں۔ ان میں بعض کا استعمال، خال خال آٹے میں نمک کا مزہ دیتا ہے۔"(۲۱)

ہر شاعر کے اپنے مختارات ہوتے ہیں، نظیر کے مختارات زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مقامیت کا وہ رنگ جو مسترد ہو رہا تھا، نظیر نے اسے خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ مقامیت کا رنگ بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا زبان کے قواعد اہم ہیں۔ نظیر کے لسانی تصرفات لفظ سازی میں ایک اہم اور قابل ذکر سنگ میل ہیں۔ ان سے صرف نظر کرنا اور انھیں لسانی تسامحات سمجھنا ایک تاریخی غلطی تھی جس کا وقت نے ازالہ کر دیا ہے اور نظیر ہی وہ واحد شاعر بن کر ابھرے ہیں جنھوں نے نہ صرف عوامی جذبات کو زبان بخشی بلکہ اس دور کی زبان کو بھی اپنے کلام میں محفوظ کر دیا۔

حوالہ جات

۱۔ نظیر اکبر آبادی، کلیات نظیر، مرتبہ ڈاکٹر علی محمد خاں، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۴۲۲

2- میر امن، باغ و بہار، تجزیہ سہیل عباس خاں، ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۶، ص ۸۱

3- نظیر اکبر آبادی، کلیات نظیر، مرتبہ ڈاکٹر علی محمد خاں، ص ۶۸۱

4- ایضاً، ص ۸۷۰

5- ایضاً، ص ۵۸۲

6- ایضاً، ص ۱۲۷

7- ایضاً، ص ۲۹۵

8- ایضاً، ص ۲۶۹

9- ایضاً، ص ۶۰۲

10- ایضاً، ص ۳۹۴

11- ایضاً، ص ۵۸۹

12- ایضاً، ص ۴۸۲

13- ایضاً، ص ۵۹۵

14- ایضاً، ص ۴۳۳

15- ایضاً، ص ۶۴۷

16- ایضاً، ص ۸۲۴

17- ایضاً، ص ۲۰۸

18- ایضاً، ص ۵۸۷

19- ایضاً، ص ۵۹۸

20- ایضاً، ص ۶۲۶

21- نظیر نامہ، مخمور اکبر آبادی، سید محمد محمود رضوی، کراچی: مشہور آفسٹ پریس، ۱۹۷۹ء، ص ۷۱ تا ۷۶